کلام دبیر (جلد اوّل)

کاؤنسل کے نام

مجتہدِ نظم مرزا دبیر

(حیات شخصیت اور فن)

تحقیق اور تصنیف

ڈاکٹر سیّد تقی عابدی

اظہار سنز

۱۹۔ اردو بازار لاہور۔ پاکستان

فہرست

۱	رو میں ہے رخشِ عمر	۵
۲	تعارف دبیرؔ	۷
۳	شجرہ مرزا دبیرؔ	۸
۴	تعارف دبیرؔ	۹
۵	انتساب	۱۱
۶	مرزا دبیرؔ کا زندگی نامہ	۱۳
۷	مرزا دبیرؔ یکتائے فنِ زماں	۴۳
۸	مقام دبیرؔ مشاہیرِ سخن و ادب کی نظر میں	۷۵
۹	نمونہ کلام	
	الف : رباعیات	۸۵
	ب : سلام	۱۰۵
	(۷۲) بہتر نوادر	۱۲۳
	صنائع وبدائع	۱۲۹
	ج : الوداع	۱۳۶
	د : مرثیہ	۱۳۹
	ہ: غیر منقوط (رباعی، سلام، مرثیہ)	۱۵۱
۱۰	کتابیات	۱۶۷

تعارفِ دبیرؔ

شاکر ہو دبیرؔ آلِ نبیؐ کی ہے یہ تائید
تازہ ہے تمامی سخن اور تازہ ہے تمہید

وزدانِ مضامیں پہ نہ کر منع کی تاکید
تو مجتہدِ نظم ہے فرض اُن پہ ہے تقلید

(۱)

یا رب خلاق ماہ و ماہی تُو ہے
بخشندۂ تاج و تختِ شاہی تو ہے
بے منت و بے سوال و بے استحقاق
دیتا ہے جو سب کو وہ الٰہی تو ہے[1]

[1] "رباعیاتِ دبیر" نخیر لکھنوی میں "یا الٰہی" ہے۔

لغات: خلاق: پیدا کرنے والا / ماہ: چاند / ماہی: مچھلی / استحقاق: سزاوارِ حق، قابلیت / یا: حرفِ ندا / صنعت شبہ اشتقاق: ماہ، ماہی / صنعتِ تکرار مع الوسائط: بے منت و بے سوال و بے استحقاق / صنعتِ ترصیع۔ بے سے مصرع چہارم روزمرہ کی اچھی مثال ہے۔

(۲)

یا رب جبروتی تجھے زیبندہ ہے
ہر تن ترے سجدے میں سر افگندہ ہے
توحید کا کلمہ یہی پڑھتا ہے دبیر
جو تیرے سوا ہے وہ ترا بندہ ہے

لغات: جبروتی: عظمت، جاہ و جلال / زیبندہ: زیب دیتا ہے / سرافگندہ: گرا ہوا / صنعت تنسیق الصفات: رب، سجدہ، جبروتی، توحید، کلمہ، بندہ

(۳)

پرہیز نہیں گناہ سے دردا دردا
آرام کی امید ہو کیوں کر فردا
محشور ہوں فرد فرد جس دم جز و کل
ربّ ارحمنی ولا تذرنی فردا

لغات: دردا: افسوس/ فردا: کل/ محشور: حشر میں حساب ہوں/ فرد: الگ الگ/ صنعت ید والملسانین: مصرع سوم اردو اور چہارم عربی میں ہے/ صنعت طباق ایجابی: جز و کل/ صنعت تکرار: فرد فرد، دردا دردا/ صنعت مراعات النظیر: محشور، فرد، رب ارحمنی

(۴)

یا بارِ خدا عام ہے انعام ترا
غفار بھی ستار بھی ہے نام ترا
میں عذر گناہ کرتا ہوں، تو رحمت کر
وہ کام میرا ہے، اور یہ کام ترا

لغات: عذر: بہانہ۔ صنعت تلمیح: غفار: بخشنے والا (خدا کا نام)۔ ستار: عیبوں کو چھپانے والا (خدا کا نام)/ صنعت تضمین المزدوج: عام، انعام، غفار، ستار، میرا، تیرا/ صنعت تنسیق الصفات: خدا، غفار، ستار/ صنعت ترصیع: یا، تیرا/ صنعت طباق ایجابی: وہ، یہ میرا تیرا/ صنعت اقتحام جدید کل۔ پوری رباعی اسی صنعت میں ہے۔ صنعت لف ونشر مرتب: مصرع سوم اور مصرع چہارم ہے

(۷)

اندام نبیؐ نے کیا صفائی پائی
سائے کی بھی وصل سے جدائی پائی
وہ سایہ ہوا دواتِ قدرت میں جمع
لکھنے کو قضا نے روشنائی پائی

لغات: اندام: بدن/ دوات: روشنائی کی شیشی/ روشنائی: سیاہی، جس میں ڈبو کر قلم لکھتے ہیں/ قضا: مشیتِ الٰہی/ عمدہ مضمون/ صنعتِ تضاد: وصل، جدائی۔ صنعتِ مراعات النظیر: دوات، روشنائی، لکھنے۔

(۸)

کیا روئے پیمبرؐ نے ضیا پائی ہے
فرقاں کی بلا فرق یہ زیبائی ہے
ہر شے سے مقدم ہے ہمیں اس کا ادب
قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

مصرع چہارم دوسری رباعی میں تکرار ہوا ہے۔

لغات: روئے پیمبرؐ: صورتِ پیمبر/ ضیا: روشنی/ زیبائی: خوب صورتی/ مقدم: ضروری لازم/ روزمرہ۔ مصرع چہارم عمدہ مثال ہے/ تشبیہ: رخِ پیغمبرؐ کو قرآن کی روشنی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مصرع چہارم میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے
''سب سے پہلے اللہ نے میرا نور خلق کیا''

(۹)

قرآن ہے شرحِ رخِ زیبائے علیؑ
ایمان کا ایماں ہے تولائے علیؑ
بندوں کی تو معراج نمازیں ہیں مگر
معراجِ نماز ہے سراپائے علیؑ

(۱۰)

رُو قبلہ کی جانب ہو تو دِل سوئے علیؑ
سونگھوں جو پھول آئے خوشبوئے علیؑ
آئینہ میں آب و خواب میں پُتلی میں
یارب ہر شکل سے دکھا روئے علیؑ

(۱۱)

حیدرؑ کو شرف حق نے عطا فرمایا
مابینِ شکم ذکرِ خدا فرمایا
تھا اُن کی ولادت کے نہ قابل کوئی گھر
کعبہ کو خلیلؑ نے بنا فرمایا

(۱۲)

حیدرؑ نے ہر اقلیم کو تسخیر کیا
مالک نے انھیں مالکِ شمشیر کیا
قابل جو ولادت کے نہ تھا کوئی گھر
گھر حق کا خلیلِ حق نے تعمیر کیا

(۱۳)

بن ٹھن کے ہزار بار آئی دنیا
پر چشمِ علیؑ میں نہ سمائی دنیا
جتنا درِ خیبر کو اٹھایا تھا بلند
نظروں سے اسی طرح گرائی دنیا

(۱۴)

کب خطبے نے وہ نام کسی سے پایا
جو، احمدِ مرسلؐ کے وصیؑ سے پایا
کرسی فلک کا وہ نہیں عرش سے اوج
جو پایۂ منبر نے، علیؑ سے پایا

(۱۵)

جز نقشِ علیؑ نقش ہر اِک بے جا ہے
یہ نقش نجاتِ رحمتِ عُقبا ہے
اپنے ایمان کی لوح ابجد میں دبیر
اِک عین ہے اک لام ہے اور اِک یا ہے

(۱۶)

مومن جو باریاب ہو جاتا ہے
وہ اَوج میں لاجواب ہو جاتا ہے
جلتا ہے جو شب کو قبرِ مولا پہ چراغ
وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہے

(۱۷)

اعجازِ امامِ انس و جن روشن ہے
دائم ہیں جوان بہ حال سن روشن ہے
مہدیؑ ہیں نہاں نورِ ہدایت ہے عیاں
خورشید تو بدلی میں ہے دن روشن ہے

(۱۸)

حیدرؑ کا ہر اِک جن و مَلک بندہ ہے
ہر شاہ و گدا اَبد تلک بندہ ہے
گن لو! عددِ جہان و مہدیؑ ہیں ایک
تا روزِ حساب ان کا فلک بندہ ہے

(۱۹)

ہر چند کہ معصیت سے نادم ہم ہیں
پر خلد کے گل گشت کے عازم ہم ہیں
روکیں گے جو دربانِ جناں کہہ دیں گے
سرکارِ حسینؑ کے ملازم ہم ہیں

لغات: معصیت: گناہ/نادم: شرمندہ/گل گشت: گلستان کی سیر/عازم: آمادہ/سرکارِ حسینؑ: سلطنتِ حسینؑ/صنعت ترصیع: روکیں ہیں/عمدہ اور اچھوتا مضمون ہے (کسی بھی دربار کے نوکر اس دربار میں بغیر پوچھ گچھ کے آ اور جا سکتے ہیں۔)

(۲۰)

دل داغِ غمِ شاہؑ کا پروانہ ہے
روشن ہے یہ شمع تعزیہ خانہ ہے
مرنے پہ چراغ گور اور حشر کے روز
بخشش کا یہی چراغ پروانہ ہے

لغات: تعزیہ خانہ: علم استادہ کرنے کی جگہ/پروانہ: اجازت کا کاغذ، پتنگ/تلمیح: داغِ غمِ شاہ سے مراد چراغ اور نورِ سید الشہدا ہے۔ دوسرے معنی داغِ ماتم بھی ہو سکتا ہے/بخشش کا پروانہ چراغ گور سے مراد قبر کی روشنی ہے/صنعت مراعات النظیر: داغ، پروانہ، روشن، شمع/صنعت ترصیع: مرنے، ہے

(۲۱)

دنیا سے اُٹھا میں لے کے نامِ حیدرؑ ۱
جنت کو چلا بہرِ سلامِ حیدرؑ
عصیاں ہوئے سدِ رہ تو رضواں نے کہا
آنے دو اسے ہے یہ غلامِ حیدرؑ

۱ بعض مقامات پر مصرع یوں ہے: دنیا سے اُٹھا لے کے جو نامِ حیدرؑ

لغات: عصیاں: گناہ / سدِ راہ: راستے میں رکاوٹ / محاورہ: دنیا سے اٹھنا: مرجانا / تلمیح: رضوان: جنت کے دربان / صنعت تعلیق: رباعی کا پہلا شعر اسی صنعت میں ہے

(۲۲)

جس نے آزارِ مفلسی بتلایا
عیسیٰؑ نے اُسے نامِ علیؑ بتلایا
پوچھی جو غذا مریضِ عصیاں نے دبیر
کھانے کو غمِ سبطِ نبیؐ بتلایا

لغات: آزار: تکلیف / عصیاں: گناہ / تلمیح: عیسیٰؑ: جو مریضوں کو شفا دیتے تھے، غمِ سبطِ نبیؐ: یعنی غمِ امام حسینؑ / جدید ترکیب: مریضِ عصیاں / محاورہ: غم کھانا: یعنی غم کرنا، مغموم ہونا / صنعت مراعات النظیر: غذا، مریض، کھانے۔

(۲۳)

سینے میں گُلِ داغ ہیں خرمن خرمن
سوزِ غمِ شہؑ دل میں ہے گلخن گلخن
چشموں میں ہے جوشِ گریہ دریا دریا
موتی ہیں بجائے اشک دامن دامن

(۲۴)

دل میں غمِ شبیرؑ کا داغ ایسا ہو
جو بلبلِ سدرہ کہے باغ ایسا ہو
تا حشر ہے روشنی داغِ شبیرؑ
مرقد میں اگر ہو تو چراغ ایسا ہو

(۲۵)

مرقد پہ نہ گُل دستۂ اِرم کا رکھنا
بس تعزیہ سلطانِ اُمم کا رکھنا
میں عاشقِ عباسؑ ہوں یارو پسِ مرگ
پنجہ مری تربت پہ علم کا رکھنا

لغات: مرقد: قبر/ ارم: جنت/ مرگ: موت۔ تربت: قبر/ تلمیح: تعزیہ۔ سلطان اُمم سے مراد امام حسینؑ ہیں۔ پنجے سے مراد علم کا کلس ہے/ صنعت مراعات النظیر: عباسؑ، پنجہ، تربت، علم/ صنعت تجرید: حضرت عباسؑ اور علم/ صنعت ایہام: پنجے سے مراد ہاتھ اور علم بھی ہے/ صنعت مذہب الکلامی میں دوسرا شعر ہے۔

(۲۶)

یارب تُو ہو جس روز عدالت آرا
اور فردِ عمل دِکھائے عالم سارا
مشہور ہوں یاں دبیرِ سرکارِ حسینؑ
آنجا بہ حُسن بخش گناہِ ما را

لغات: عدالت آرا: عدالت کو سجائے (مراد محشر ہے)/ فردِ عمل: دفترِ اعمال/ سرکار: سلطنت/ صنعت حسنِ تخلص: دبیر سرکارِ حسینؑ/ صنعت ایہام: دبیر سے مراد تخلص اور منتظم ہے یہاں معنی منتظم کے ہیں/ صنعت ترصیع: یا، سارا/ صنعت ذو اللسانین: دوسرے شعر کا پہلا مصرع اردو اور دوسرا مصرع فارسی میں ہے/ رباعی کا دوسرا شعر ندرتِ مضمون سے آراستہ ہے مصرع آخر میں ''حسن'' ایہام ہے یعنی حسن خدمت کے عوض بخش دے یا اپنے حسن کے صدقے میں بخش دے۔

(۲۷)

گر صبح یہاں اوج ہے تو شام نہیں
جب عزل ہوا مہر کہیں نام نہیں
سرعت سے تری نبضِ مریض اے گردوں
دنیا کو تیرے ہاتھ سے آرام نہیں

فلسفانہ رباعی　　　بے ثباتی دنیا

(۲۸)

دل کو پئے جمع زر پریشاں نہ کیا
سر کو سرگشتہ بہر ساماں نہ کیا
ہم تو ہیں ترے شکر گزار اے گردوں
احسان کیا جو کہ ہم پہ احساں نہ کیا

(۲۹)

کم مایہ سبک پیشِ جہاں ہوتا ہے
میزاں سے بدیہی یہ عیاں ہوتا ہے
خوردوں سے تواضع ہے بزرگی کی دلیل
جھکتا ہے جو پلہ وہ گراں ہوتا ہے

(۳۰)

رُتبہ جسے دنیا میں خُدا دیتا ہے
دل میں وہ فروتنی کو جا دیتا ہے
کرتا ہے تہی دست ثنا آپ اپنی
جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے

(۳۱)

جو اہلِ ہنر کا عیب جو ہوتا ہے
بد اس کا ہر اک فعل نکو ہوتا ہے
جب نقصِ زر و سیم وہ کرتا ہے عیاں
خود سنگِ محک سیاہ رُو ہوتا ہے

سنگ محک: وہ پتھر جو کسوٹی ہوتا ہے

(۳۲)

گنجینہ جسے ربِّ ہُدا دیتا ہے
وہ دادِ عطیۂ خدا دیتا ہے
خاموش حبابوں کے ہیں ظرفِ خالی
دریا میں ہیں موتی وہ صدا دیتا ہے

یہ رباعی میر انیس کی رباعی کے مضمون کے برعکس ہے

(۳۳)

شیرانِ مضامیں کو کہاں بند کروں
کیا طبع کا دریاے رواں بند کروں
خلّاق مضامیں تو سبھی ہیں لیکن
کُھل جائے یہ عقدہ جو زباں بند کروں

ذاتی رباعی   تعلّی

(۳۴)

الہام کے گلزار کا میں گلچیں ہوں
شیریں سخنی سے موردِ تحسیں ہوں
سُن کر میری شیریں سخنی کا شہرہ
شکّر نہیں کہہ سکتی کہ میں شیریں ہوں

مدحیہ رباعی   زہیر قین ۔ منقوط رباعی

(۳۵)

جب بخت بن قین نے زینت بخشی
زینبؑ نے تشفّی تب بہ شفقت بخشی
تیغیں جز تنِ جبیں شق جی بے چین
جنّت بخشی نبیؐ نے جنّت بخشی

رباعی صفت منقوط میں ہے

فلسفیانہ رباعی   بے ثباتی دنیا

(۳۶)

بالائے زمیں زندوں کی تعمیریں ہیں
مردوں کی بہ زیرِ خاک جاگیریں ہیں
عبرت کے مرقّع کا ہے اِک صفحہ زمین
دونوں طرف اِس ورق پہ تصویریں ہیں

نمونۂ سلام

(مرزا دبیر کے ۱۳۴ سلاموں میں سے یہاں صرف تین سلام پیش کیے گئے ہیں)

سلام

مُجرئی ہے سوگوارِ ماہِ حیدرؑ چاندنی
اشک ہیں شبنم بُکا کرتی ہے شب بھر چاندنی

مُجرئی فرشِ نجف سے کب ہو ہمسر چاندنی
چاندنی جھاڑو تو جھڑتی ہے زمیں پر چاندنی

اے فلک اندھیر ہے عابدؑ کا زنداں بے چراغ
اے زمیں کیا قہر ہے دنیا میں گھر گھر چاندنی

تا کمالِ چاردہ معصومؑ روشن سب پہ ہو
چودھویں شب کو رہا کرتی ہے شب بھر چاندنی

حلۂ نورانیِ فردوس کے مشتاق تھے
دیکھ کر عاشور کی شب کو بہتّرؑ چاندنی

شمر نے چاہا کہ حضرت سے جدا عباسؑ ہوں
یہ نہ سمجھا چاند سے چھوٹے گی کیوں کر چاندنی

جب سفیدی روضۂ شبیرؑ میں ہونے لگی
گرد روضہ کے پھری چونے میں مل کر چاندنی

اتحادِ پنجتنؑ پر مل کے چاروں ہیں گواہ
دھوپ خورشیدِ درخشاں ماہِ انور چاندنی

مال و زر کا کیا بھروسا چاہیے فکرِ مآل
فی المثل ہے چار دن کی اے تونگر چاندنی

آبروئے ماہِ بنی ہاشم سے روشن تھا جہاں
بدر سے اس ماہِ نو میں تھی فزوں تر چاندنی

صاف باطن لوث دنیا سے بری دنیا میں ہیں
گرد آلودہ نہیں ہوتی زمیں پر چاندنی

بارہا لکھا ہے شب کو حُسنِ رخسارِ حسینؑ
روشنائی میں مرکب کی ہے اکثر چاندنی

سینۂ پُر داغِ زہراؑ دیکھ لے گر اک نظر
چاند کے مانند داغی ہو سراسر چاندنی

خاکساروں کا ہر اک دھبّے سے دامن پاک ہے
گرد آلودہ نہیں ہوتی زمیں پر چاندنی

کشورِ بغضِ علی میں کیوں بسے ہیں تیرہ بخت
یاں نہ اوّل چاندنی ہے اور نہ آخر چاندنی

مہدیِؑ دیں ہیں نہاں فیضِ ہدایت ہے عیاں
چاند جیسے ابر میں اور جلوہ گستر چاندنی

جب کہ زنداں کے اندھیرے سے بہت گھٹتا تھا دم
کہتے تھے بچے دکھا دو ہم کو دم بھر چاندنی

ہوتے ہی طالع کیا ماہِ جوانی نے غروب
وائے قسمت دیکھنے پائے نہ اکبرؑ چاندنی

جب چُھٹی کو تارے دیکھے بانوؑ سے بولی قضا
وادیِ غربت کی اب دیکھیں گے اصغرؑ چاندنی

بے سوادوں کو نہیں تمیزِ حُسن و قبحِ نظم
جانتا ہے کور سائے کے برابر چاندنی

طالع: طلوع / بے سواد: جاہل / تمیز: فرق / قبح: بد / کور: اندھا / پا انداز: پیروں کے درمیان / چرخ: فلک / شہپر: اصلی پچھوڑے کے پر / خوشا طالع: خوش نصیب / اشتیاق: شوق / نہرِ لبن: دودھ کی نہر

عرشِ اعظم جن کے گھر کا فرش پا انداز ہے
فرش کی خاطر نہ تھی ان کو میسّر چاندنی

ہر مہینے دشمنانِ دیں سے ہے سرگرمِ جنگ
چرخ پر رکھتی ہے ماہِ نو کا خنجر چاندنی

کھینچتا ہے عاشقوں کے دل کو نورِ کربلا
مرغِ شب آہنگ کی خاطر ہے شہپر چاندنی

اے خوشا طالع کہ ہے نامِ حسنؑ سے ہم عدد
کیوں نہ ہو روشن دلوں میں نام آور چاندنی

اشتیاقِ سیرِ جنت دیتی ہے بے شیر کو
قاصدِ نہرِ لبن تھی بہرِ اصغرؑ چاندنی

اصغرِ بے شیر کی تربت پہ رکھنا چاہیے
چاند کا ہے دودھ سے لبریز ساغر چاندنی

احمدِؐ مختار ہیں نورِ خدا کے آسماں
حیدرؑ و زہراؑ قمر شبیرؑ و شبرؑ چاندنی

شام سے سامانِ صبحِ قتل کرتے تھے شہید
نور کا تڑکا تھی بہرِ فوجِ سرورؑ چاندنی

پیشِ فرشِ روضۂ شبیرؑ طلعت پر ترے
خندۂ دنداں نما کرتے ہیں اختر چاندنی

روضۂ حضرت کی گلشن میں اگر گلچیں بنے
بھر لے دامن میں گلِ خورشید انور چاندنی

ظلمتِ زندانِ عابدؑ سے ہے زخمی ان کا دل
ہے نمک پاشِ دلِ احبابِ حیدرؑ چاندنی

ہو گیا تھا خونِ غم سے خشک رنگت تھی سفید
فرش پر سجادؑ کا تھا جسمِ لاغر چاندنی

روضۂ پُر نورِ مولاؑ میں بچھانی ہے اگر
مُہر کے چشمہ میں دھو اے ماہِ انور چاندنی

گرد خیمے کے طلاوے کو چلے عباسؑ جب
روشنی لے کر چلے پیشِ دلاورؑ چاندنی

عکسِ خورشیدِ جبیں و ماہِ عارض جو پڑا
آسماں پر دھوپ نکلے اور زمیں پر چاندنی

نورتن چھن چھن کے کڑیوں سے زرہ کے تھا عیاں
چار سو چار آئینے سے تھی برابر چاندنی

زیرِ راں شبدیز وہ تھا بال جس کے سنبلہ
زینِ ماہِ نو عناں جوزا تھی پاکھر چاندنی

اک مہِ داغِ عزا میں کتنے جلوے ہیں دبیرؔ
قبر پہ باہر چراغاں اور اندر چاندنی

سلام

مُجرئی شہؑ کو نہ کیوں خلق خدا یاد کرے
جو خدا کو تہِ شمشیرِ جفا یاد کرے

مُجرئی ہند کو پھر میری بلا یاد کرے
درِ دولت پہ اگر شیرِؑ خدا یاد کرے

ہر قدم شمر کا تھا حکم کہ وقت بے داد
نہ کوئی محکمۂ روزِ جزا یاد کرے

پشت پہ دُرّہ بے داد لگاؤ اتنے
جب تلک زندہ رہے زینِؑ عبا یاد کرے

کس طرح خاک اڑا کر نہ دمِ سرد بھرے
باغِ زہراؑ کی خزاں کو جو صبا یاد کرے

اپنے ہر شیعہ سے مولاؑ کی یہ فرمائش ہے
جو پیے پانی مرا خشک گلا یاد کرے

کلمہ گو آہ فراموش کریں حق اس کا
اُمّتِ جدؐ کو جو ہنگامِ دعا یاد کرے

کہا بانو نے نہ پانی بھی ملا میرے گھر
جا کے فردوس میں بچہ مرا کیا یاد کرے

قطعہ

دیکھ کر چہرۂ اکبرؑ یہ پکارے اعدا
کون یوسف کو حضور اس کے بھلا یاد کرے

رخ ہے وہ گلشنِ قدرت کہ بوقتِ گل گشت
دل عنادل کا نہ اک گل کی صفا یاد کرے

گر نگہ خضر کی ہو چاہِ ذقن سے سیراب
پھر نہ وہ ذائقۂ آبِ بقا یاد کرے

زلف وہ زلف کہ شیرازۂ اجزائے ثواب
ہے خطا یاں جو کوئی مشکِ خطا یاد کرے

چشم وہ چشم کہ نظارہ کرے اس کا اگر
نرگسِ باغِ جناں کو نہ صبا یاد کرے

قدِ پُرنور ہے وہ شمع کہ دیکھے جو کلیمؑ
شجرۂ طور کی ہرگز نہ ضیا یاد کرے

واہ کیا نور ہے کیا حُسن ہے اللہ اللہ
ایسے بندوں کو نہ کیوں جُنبدِ خدا یاد کرے

بولی صغریٰ کہ مسیحا نے بھلایا مجھکو
گور اب یاد کرے یا کہ قضا یاد کرے

آہ قتل اُس کے نواسے کو کریں شہر سے دور
عرش پر اپنے قریں جس کو خدا یاد کرے

پُرزے پُرزے کریں تن اُس کا مسلماں صد حیف
جس کو تعظیم سے قرآں میں خدا یاد کرے

سونا راتوں کا سکینہؑ کو نہ بھولے کیوں کر
جب کہ دل سینۂ شاہِ شہدا یاد کرے

ہے یقیں عشرتِ دنیا سے طبیعت بھر جائے
بعد عاشور جو رونے کا مزا یاد کرے

ننگے سر پھرنے سے کس طرح نہ زینبؑ شرمائے
پردہ ماں کا جو وہ محتاجِ ردا یاد کرے

ذکر شبیرؑ کا یوں کرتی تھی صغریٰ بیمار
جیسے تپ میں کوئی آیاتِ شفا یاد کرے

دستِ فریاد یقیں ہے کہ کفن سے ہو بلند
ضرب ذرّوں کی اگر خیر النسا یاد کرے

غرق ہو نوحؑ کے طوفان میں ہر کشتیِ چشم
گر بکا میں کوئی عابدؑ کی بکا یاد کرے

گو میں ذاکر ہوں پہ محشر میں یہ خواہش ہے دبیرؔ
سگِ در کہہ کے مجھے شیرِ خدا یاد کرے

نہ تو جنت کی نہ فردوس کی خواہش ہے دبیرؔ
بس نجف میں مجھے اب شیرِ خدا یاد کرے

سلام

پیروِ شہؑ ہے سر کا ازل سے جو قلم ہے
اس واسطے مُجرائی سرِ خامہ قلم ہے

ہر بیت میں مضمون نیا زیبِ رقم ہے
مُجرائی کلیدِ درِ غیب اپنا قلم ہے

درپیش خزاں جوں گُلِ زہراؑ کی رقم ہے
بلبل کی طرح نوحے میں مُجرائی قلم ہے

وصفِ قدِ شبیرؑ کا کیا فیض رقم ہے
مانندِ الف راست سلامی کا قلم ہے

مدحِ شہؑ دیں لکھنے سے کب سیر قلم ہے
خالی صفتِ گرسنہ خامے کا شکم ہے

مُجرائی دریدہ جو گریبانِ قلم ہے
درپیش مگر مرثیۂ شہؑ کی رقم ہے

ازل: ابتدا / بیت: شعر / زیب: شان / کلید: کنجی / وصف: تعریف / گرسنہ: بھوکا / دریدہ: پھٹا ہوا / درپیش: سامنا

کیا پاسِ بزرگی درِ شاہِ اُمَم ہے
مُجرائی فلک دُور سے تسلیم کو خم ہے

وہ قبلہ نور ابروے سلطانِ اُمَم ہے
مُجرائی فلک پر مہِ نو سجدے کو خم ہے

یہ فیض ثنائے قدِ سلطانِ اُمَم ہے
ہر مصرعِ سرسبز مرا سروِ اِرم ہے

مُجرائی یہی موج کی سطروں میں رقم ہے
سَقّاؤں میں یکتا ہے تُو سقائے حرم ہے

مُجرائی سرِ فتح و ظفر سجدے میں خم ہے
تیغِ دو زباں شاہ کی محراب حرم ہے

موزوں جو ثنائے شرفِ اہلِ حرم ہے
مُجرائی ہر اِک بیت مری بیتِ حرم ہے

موسیٰ کو ندا آئی کہ نعلین اُتارو
صحرا یہ نہیں مقتلِ سلطانِ اُمَم ہے

جس طرح سے یہ پانچ نمازیں ہوئیں ہم پر
واجب بہ خدا پنجتنِ پاک کا غم ہے

شبیرؑ کے ہے روے کتابی سے مشابہ
دنیا میں جواز اس لیے قرآں کی قسم ہے

قطعہ

یوں حُر سے مخاطب ہوئے کفار دمِ جنگ
شادی ہے تجھے آج ولیکن ہمیں غم ہے

واں فاقہ ہے اور پیاس یہاں میوے ہیں اورنہر
واں ذلّت و خواری ہے یہاں جاہ و حشم ہے

مانا کہ ہیں شبیرؑ پیمبرؐ کے نواسے
پَر شام کا حاکم بھی نہیں رتبہ میں کم ہے

کی تیغِ زباں حُر نے عَلم اور یہ پکارا
خاموش وگرنہ ابھی سَر سب کا قلم ہے

سودا بہ رضا اپنا ہے بازارِ قضا میں
حُبِّ شہِؑ دیں سکّہ ہے دل حُر کا درم ہے

تم کو مرے آقا کے شرف کیا نہیں معلوم
کعبے کی قسم قبلۂ اربابِ ہمم ہے

خورشید زمیں بدرِ فلک شمعِ مدینہ
سردارِ عرب ہے وہی سلطانِ عجم ہے

کیا حاکمِ شامی کو ہے شبیرؑ سے نسبت
وہ کفر یہ اسلام وہ دیر اور یہ حرم ہے

وہ ظلم ہے یہ عدل وہ عصیاں یہ عبادت
وہ رنج یہ راحت وہ ستم ہے یہ کرم ہے

تم کور ہو کیا دیکھو میرے واسطے واللہ
یہ حور یہ حُلّہ یہ کوثر یہ اِرم ہے

ہاتف نے ندا دی نہ پھرا ہے نہ پھرے گا
اے ناریو حُر عاشقِ سلطانِ اُمم ہے

قاسمؑ سے کہا خط حسنؑ شاہ نے پڑھ کر
وہ اس میں رقم ہے جو مقدر میں رقم ہے

کس وقت حسینؑ آئے ہیں اکبرؑ کے سرہانے
سینے میں تو پھل برچھی کا اور ہونٹوں پہ دم ہے

خواہر سے کہا خواب میں آ کر، شہِ دیں نے
زینبؑ ترے سر کھلنے کا کتنا مجھے غم ہے

قطعہ

عباسؑ کے بازو جو کٹے کہنے لگا شمر
اب قید کرو ان کو کہ ہر شانہ قلم ہے

عبّاسؑ پکارے نہ سمجھنا مجھے بے دست
اِک ہاتھ مرا تیغ ہے اِک ہاتھ علَم ہے

زہراؑ نے کہا شیر ترائی میں ہے کس کا
دریا سے ندا آئی کہ سقّائے حرم ہے

گھبرا کے سکینہؑ نے کہا پیاس بجھاؤ
عبّاسؑ تمھیں مالکِ کوثر کی قسم ہے

رو رو کے حرم پیٹ رہے تھے سر و سینہ
محراب خمِ تیغ میں سر شاہؑ کا خم ہے

کیا حُسن شہادت کا ہے کیا شانِ عبادت
صف بستہ جماعت کے عوض لشکرِ غم ہے

جز قطرۂ خوں دانۂ تسبیح ہے نایاب
ہم دم دمِ تکبیر فقط تیغ کا دم ہے

پہلو میں ہے سوفار کلیجے میں ہے پیکاں
سینے میں سناں حلق پہ شمشیرِ ستم ہے

لب شکر میں سر سجدے میں دل یادِ خدا میں
رُو جانبِ قبلہ ہے نگہ سوئے حرم ہے

نایاب: کمیاب، ملتا، سوفار: تیر کی نوک، پیکاں: تیر

سجادؑ ہیں یوں تیز روِ راہِ رضا واہ
گویا کہ نہ زنجیر ہے پا میں نہ ورم ہے

سجادؑ کے ہمراہیوں کی پوچھو نہ تفصیل
بس بیڑیاں ہیں خار ہیں پاؤں کا ورم ہے

عابدؑ نے کہا کیوں مجھے پہناتے ہو زنجیر
بیمار کی زنجیر تو پاؤں کا ورم ہے

اِک جا ہیں پس از مرگ بھی سروارؑ و علم وارؑ
ہر تعزیے کے پاس گواہی کو علم ہے

کہتی تھی مسلمانوں کی بستی میں سکینہؑ
پانی دو ذرا سا کہ مرا ہونٹوں پہ دم ہے

بانوؑ نے کہا باپ کے پہلو کو بسایا
واری گئی اصغرؑ مری الفت تمھیں کم ہے

بیٹے جو چلے رن کو تو زینبؑ یہ پکاری
سر قبلہ پہ فدا کرنا مرے سر کی قسم ہے

غل کر کے قیامت ابھی برپا کرے زنجیر
پر ہے یہ ادب بیچ میں عابدؑ کا قدم ہے

سیلی کبھی لگتی ہے کبھی چھنتا ہے گوہر
منہ سرخ طمانچوں سے ہے کانوں پہ ورم ہے

جلاد بھی رویا جو کہا شہ نے دمِ ذبح
اے شمرِ لعیں پانی کہ اب ہونٹوں پہ دم ہے

سقہ بھی موا ہے کوئی پیاسا یہ بتا دے
دریا تجھے سقائے سکینہ کی قسم ہے

عباسؑ چلے رن کو تو چلائی سکینہ
جلد آنا چچا تم کو مرے سر کی قسم ہے

فرصت نہیں لکھنے کی دبیر آج وگرنہ
مضمون تو کتنے ہی سلاموں کا بہم ہے

(۷۲)

بہتّر نوادر

سلاموں سے منتخب نادر اشعار

۱ متفق حُبِ علی پر ہوں جو سب اہلِ جہاں
ایک بھی پھر نہ قیامت میں گنہ گار ملے

۲ رن میں بازارِ شہادت جو قضا نے کھولا
سر بکف جنسِ شہادت کے خریدار ملے

۳ زینبؑ نے کہا حُر کی ضیافت میں کروں کیا
فاقے کے سوا کچھ بھی مرے گھر میں نہیں ہے

۴ سلامی خاک ہوئے خاک سے غبار ہوئے
ابوترابؑ کے مرقد پہ یوں نثار ہوئے

۵ سلامی ذرّہ نہ دوں آفتاب کے بدلے
نہ لوں میں عرش درِ بوترابؑ کے بدلے

۶ مہماں ہے غمِ شاہؑ، دبیرؔ اہلِ عزا میں
گو کرب و بلا ہند کے کشور میں نہیں ہے

۷ زہے سخاوتِ عابدؑ برہنہ پائی میں
تمام آبلۂ پا لباسِ خار ہوئے

۸ بڑھایا نقطۂ اشکِ عزا نے رتبۂ چشم
کہ عین پہ جو دیا نقطہ تو ہزار ہوئے

۹ ہر ایک دانۂ تسبیحِ کربلا ہے گواہ
کہ بوترابؑ کے سب لال خاکسار ہوئے

۱۰ صغریٰ نسیمِ صبح سے بولی کہ ٹھہر جا
کیا خوب تجھ سے آتی ہے بُوئے پدر مجھے

۱۱ کتابِ وصفِ علیؑ میں اگر لکھوں میں دبیرؔ
بناؤں تارِ شعاعی سے تار مسطر کے

۱۲ سینے میں نیزہ حلق پہ خنجر زباں پہ شکر
یہ حلم جز حسینؑ بھلا کس بشر میں ہے

۱۳ طوفاں اٹھا ہے آبِ دمِ ذوالفقار سے
ہستیٔ اہلِ ظلم کی کشتی بھنور میں ہے

۱۴ جب دوا پیتی تھی صغریٰؑ تو دعا کرتی تھی
باپ کا شربتِ دیدار میسّر ہوئے

۱۵ یہ بولی دیکھ کے نرگس کو باغ میں صغریٰؑ
کہ تو بھی کیا گُلِ زہراؑ کے انتظار میں ہے

۱۶ تا کمالِ چاردہ معصومؑ روشن سب پہ ہو
چودھویں شب کو رہا کرتی ہے شب بھر چاندنی

۱۷ جب سفیدی روضۂ شبیرؑ میں ہونے لگی
گرد روضے کے پھری چونے میں مل کر چاندنی

۱۸ مجرئی فرشِ نجف سے کب ہو ہمسر چاندنی
چاندنی جھاڑو تو جھڑتی ہے زمیں پر چاندنی

۱۹ ہر مہینے دشمنانِ دیں سے ہے سرگرمِ جنگ
چرخ پر رکھتی ہے ماہِ نو کا خنجر چاندنی

۲۰ مال و زر کا کیا بھروسا چاہیے فکرِ مآل
فی المثل ہے چار دن کی اے تونگر چاندنی

۲۱ تھی یاد سکینہؑ کی جو پیاس ان کو تو شہؑ نے — منہ پھیر لیا جب گئے کوثر کے برابر

۲۲ سینۂ شبیرؑ پہ بیٹھا رہا جب تک شقی — گنبدِ قبرِ رسولؐ اللہ تھرّایا کیا

۲۳ غُل کر کے قیامت ابھی برپا کرے زنجیر — پر ہے یہ ادب بیچ میں عابدؑ کا قدم ہے

۲۴ تسبیحِ حق میں صرف کیا رشتۂ حیات — دیکھو خدا کے واسطے طاعت امامؑ کی

۲۵ مثلِ دو طفل شمس و قمر آئیں درس کو — زیرِ بغل کتاب لیے صبح و شام کی

۲۶ قالب میں شہؑ کے تیر تھے بعد از وداعِ روح — سورج غروب ہو گیا باقی کرن رہی

۲۷ تیغ ہے برقِ غضب شعلہ فشاں آتشِ قہر — مرگ رہ جاتی ہے جس جا یہ رواں ہوتی ہے

۲۸ دیگر ہو گا خدا مشتریٔ گوہرِ اشک — بھلا یہ رتبہ کہاں ہے دُرِ عدن کے لیے

۲۹ اکبرؑ کا دیکھ چاہِ ذقن بول اُٹھے عدو — آبِ حیاتِ شہؑ اسی چاہِ ذقن میں ہے

۳۰ عابدؑ غمِ پدر میں یہاں تک ہوئے ضعیف — مثلِ حباب کچھ نہیں ان کے بدن میں ہے

۳۱ کہا زہراؑ نے شہؑ کی لاش سے سر کا نہ غم کھانا — ردا زہراؑ نے بیٹا اس کے لاشے پر اُڑھائی ہے

۳۲ جس طرح سے ہیں پانچ نمازیں ہوئیں ہم پر — واجب بخدا پنجتنؑ پاک کا غم ہے

۳۳ شاہؑ کہتے تھے شہادت کی گواہی کے لیے — دامنِ افلاک پہ کافی ہے اصغرؑ کا لہو

۳۴ دیکھتا تھا انگلیوں پہ شمر واں خنجر کا دم — یاں اُچھلتا تھا گلوئے ابنِ حیدرؑ کا لہو

۳۵ کیا غضب ہے کاٹ کر شہؑ کا گلا جلّاد نے — جا کے پونچھا چادرِ زینبؑ سے خنجر کا لہو

۳۶ ذکر شبیرؑ کا یوں کرتی تھی صغریٰؑ بیمار — جیسے تپ میں کوئی آیاتِ شفا یاد کرے

۳۷ کبریٰؑ پہ خاتمہ ہے حیا کا کہ رات بھر — مانندِ شمع روتی تھی لیکن صدا نہ تھی

۳۸ ماں سے صغریٰؑ کہتی تھی مجھ کو چھپا کر لے چلو — میں منا لوں گی اگر بابا خفا ہو جائیں گے

۳۹ جلائے لشکرِ ناری نے وہ خیامِ حسینؑ — تھے جن میں رشتۂ ایماں طناب کے بدلے

۴۰ لقب رسولؐ کا اُمّی تھا پر بہ فضلِ خدا — پڑھا تھا علمِ لدن ہر کتاب کے بدلے

۴۱ مثالِ قبلہ نما کو جو دل سے شاہؑ کے دوں — قرار قطب کو ہو اضطراب کے بدلے

۴۲ دودھ کی خاطر نہیں ہوتے ہیں گریاں شیر خوار
بے زباں اطفال گویا بہرِ اصغرؑ روتے ہیں

۴۳ زمیں پہ ذرّے نہ کیوں تڑپیں صورتِ اختر
کہ زیرِ خاک یداللہ کے ستارے ہیں

۴۴ اے مُجرئی سکینہؑ بھی کیا کام کر گئی
بابا کے سر پہ سر کو رکھا اور مر گئی

۴۵ فلک کا بخل تو دیکھو کہ بہتے دریا پہ
حسینؑ امامؑ کو دی پیاس آب کے بدلے

۴۶ شہید و بے کس و مظلوم و بے دیار غریب
ہر ایک لفظ یہ شبیرؑ کے خطاب میں ہے

۴۷ شیرِ خاتونِ قیامت کی جسے دھار ملے
مُجرئی قہر ہے اُس حلق سے تلوار ملے

۴۸ نبیؐ مدینۂ علم اور اس مدینہ میں
کنندۂ درِ خیبر ہے باب کے بدلے

۴۹ صفا رخ میں وہ ہے جو سُن لے کسی سے
نہ آئینہ دیکھے سکندر دوبارہ

ذیل کے اشعار دبیرؔ شناسی، شاعرانہ تعلّی اور صنعتِ حسنِ تخلّص کی عمدہ مثالیں ہیں:

۵۰ فرصت نہیں لکھنے کی دبیرؔ آج وگرنہ
مضموں تو کتنے ہی سلاموں کا بہم ہے

۵۱ یہ سلامِ شہِ مظلوم کہا خوب، دبیرؔ
دیکھوں انعام میں مولا تجھے کیا دیتے ہیں

۵۲ جب تک نہ ہوئے علم سے کچھ بہرہ اے دبیرؔ
کوئی نہ ڈالے مرثیہ گوئی کے فن میں ہاتھ

۵۳ دبیرؔ سبطِ رسولؐ خدا کے صدقے سے
ترا سلام یہ نایاب روزگار ہوا

۵۴ دبیرؔ اہلِ انصاف شاہد ہیں اس کے
سخن میں نیا ہے قرینہ ہمارا

۵۵ نیا مرثیہ نظم ہوتا ہے ہر ماہ
دبیرؔ اس کو سمجھو مہینا ہمارا

۵۶ تا چند کروں شرح دبیرِؔ جگر افگار
اس غم کا ہر اک نکتہ ہے دفتر کے برابر

۵۷ خوف کیا دشمنِ بے دیں کا دبیرِؔ غمگیں
آبرو تیری ہے ہر دم شہِ ابرار کے ساتھ

۵۸ خاقانِ سخن ہوں میں دبیرِؔ جگر افگار
سکہ ہے تخلّص مرا اور نظم درم ہے

۵۹ بہرِ ثواب نظم میں کرتا ہوں اے دبیرؔ
افسوس اب جہاں میں نہ قدرِ سخن رہی

۶۰ جس پہ ہوتی ہے عنایاتِ شہِ دیں کی دبیرؔ
اس کا مقبول دو عالم میں سخن ہوتا ہے

۶۱ گر دعوائے زباں ہے تو جوں شمع اے دبیرؔ
درکار خاموشی تجھے ہر انجمن میں ہے

۶۲ صاحبِ فیض ہوں میں فیضِ شہِؑ دیں سے دبیرؔ
ہو گئے ہیں مری صحبت میں سخن داں کتنے

۶۳ ہم نے میزانِ نظر میں جو کیا وزن دبیرؔ
دُرِ شہوار بھی کم میرے سخن سے نکلے

۶۴ مقبول کی یہ نظم شہِؑ دیں نے اے دبیرؔ
شہرت ہوئی اسی سے ہمارے کلام کی

۶۵ درِ شہؑ خواب اجل کے لیے پاؤں جو دبیرؔ
آنکھ کھل جائے کہ اب طالعِ بیدار ملے

۶۶ طالبِ دادِ مضامیں عقلا سے ہے دبیرؔ
بے خرد سے نہیں دعوائے ہنر کرتا ہے

۶۷ بے سوادوں کو نہیں تمیزِ حسن و قبحِ نظم
جانتا ہے کور سائے کے برابر چاندنی

۶۸ لیتے ہیں شہؑ سے حُلّۂ فردوس اے دبیرؔ
کرتا ہے چاک پنجۂ غم سے کفن ہمیں

۶۹ دبیرؔ خستہ کی ہے عرض شہؑ سے
سخن سرسبز ہو باغِ جناں میں

۷۰ غمِ حسینؑ سے روشن عمل ہمارے ہیں
فلک ہے سینہ تو داغِ عزا ستارے ہیں

۷۱ ہے عز و وقار اپنا دبیرؔ اہلِ عزا میں
تقدیر میں مداحیِ شاہِؑ شہدا تھی

۷۲ طوفِ کعبہ کا تجھے شوق ہے ازبس کہ دبیرؔ
مضطرب دل صفتِ قبلہ نما رہتا ہے

نمونۂ الوداع

مطلع: اربعین کے سوگوارو الوداع

○

اربعیں کے سوگوارو الوداع
آخری مجلس ہے یارو! الوداع

خاتمہ بالخیر چہلم کا ہوا
الوداع اے اشک بارو الوداع

کہتے تھے گنجِ شہیداں پہ حرم
فاطمہؑ زہرا کے پیارو الوداع

دشت سُونا پاس بستی بھی نہیں
بے دیاروں کے مزارو والوداع

کربلا کی خاک کو سونپا تمہیں
عرشِ اعظم کے ستارو الوداع

بخیہ و مرہم نہ زخموں کا ہوا
مرتضیٰ کے رشتے دارو الوداع

گھر کہیں قبریں کہیں کنبہ کہیں
بے مکانو بے دیارو الوداع

اکبرؑ و اصغرؑ علیؑ کی ضامنی
نوجوانو شیر خوارو الوداع

قبر سے آواز دیتے ہیں حسینؑ
لو بہن زینبؑ سدھارو الوداع

مومنو اب تم بھی مانندِ دبیرؔ
روؤ پیٹو اور پکارو الوداع

نمونۂ مرثیہ

مطلع: جب پریشاں ہوئی مولاؐ کی جماعت رَن میں

مطلع: طغریٰ نویسِ کُن فیکوں ذوالجلال ہے

جب پریشاں ہوئی مولا کی جماعت رن میں　　ہر نمازی کو پسند آئی اقامت رن میں
قبلۂ دیں نے کیا قصدِ عبادت رن میں　　شکلِ محراب بنی تیغ شہادت رن میں
غل ہوا اس کا امام دوجہاں کہتے ہیں
تیغوں کے سائے میں شبیرؑ اذاں کہتے ہیں

ملتجی حق سے ہوئے حاملِ عرشِ اعظم　　کربلا جانے کا فرماں ہوا الٰہی اس دم
تا شریکِ شہِ تنہا ہوں عبادت میں ہم　　سب صفیں باندھیں پسِ پشتِ امامِ اکرم
آج تک ہم نے کیا عرشِ علا پہ سجدہ
اب سوئے کعبہ کریں خاکِ شفا پہ سجدہ

آئی آواز بڑا رتبہ اسے ہم نے دیا　　صلبِ پاکِ شہِ مرداں سے اسے خلق کیا
جب یہ پیدا ہوا تو منہ سے مرا نام لیا　　کیوں نہ ہو اس نے مری فاطمہؑ کا دودھ پیا
قدرداں اس کا میں ہوں میرا شناسا یہ ہے
کیوں نہ ہو میرے محمدؐ کا نواسا یہ ہے

یہ وہ طاعت ہے کہ تنہا ہی ادا کرتے ہیں　　میرے عاشق تہِ شمشیر دعا کرتے ہیں
سر قلم ہوتا ہے اور شکرِ خدا کرتے ہیں　　صادق الوعد، یونہیں وعدہ وفا کرتے ہیں
ہم نماز اس کے جنازے کی جو پڑھوائیں گے
تم بھی جانا کہ رسولانِ سلف جائیں گے

ساکنِ عرشِ بریں کرنے لگے نالہ و آہ   یاں ہوئی ختم اذاں شاہ کی اللہ اللہ
ابھی مصروفِ اقامت تھے امام ذیجاہ   جانِ واحد پہ گرے آن کے لاکھوں گمراہ
سورۂ حمد نبی زادہ پڑھا چاہتا تھا
شمر خنجر لئے سینے پہ چڑھا چاہتا تھا

نیم بسمل نے زباں سے جو کہا بسم اللہ   تیر مارا ابو ایوب نے لب پر ناگاہ
در سے سیدانیاں چلائیں کہ انا للہ   ہائے یہ ظلم نمازی پہ عیاذاً باللہ
واجب القتل کو ہے آب و غذا کی مہلت
جانِ زہرا کو نہیں فرضِ خدا کی مہلت

زینتِ عرشِ خدا خاک پہ افتادہ ہے   نہ بچھونا ہے نہ مسند ہے نہ سجادہ ہے
شمر خنجر لیے بالیں پہ استادہ ہے   کوئی اتنا نہیں کہتا کہ نبیؐ زادہ ہے
قصد سجدے کا ادھر قبلۂ دیں کرتا ہے
نیتِ ذبح اُدھر شمرِ لعیں کرتا ہے

آہ آخر ہوئی شہ کی جو نمازِ آخر   دیکھا خنجر لیے بالیں پہ کھڑا ہے کافر
ننگے سر در پہ ہے سب آلِ رسولؐ طاہر   آئی آوازِ شہادت کہ ہوں میں بھی حاضر
تیغِ قاتل نے کہا حلق کے خاطر ہوں میں
شہ نے فرمایا کہ تقدیر پہ شاکر ہوں میں

خنجرِ ظلم کو چمکا کے پکارا دشمن   بوسہ گاہِ نبویؐ کاٹوں میں اب یا گردن
بولے شہ جس میں تو راضی ہو نہیں جائے سخن   حلق یہ حلقِ پیمبرؐ ہے یہ تن اُن کا تن
دیکھ سر ننگے ہر اک حورِ جناں آتی ہے
ابھی سینے پہ نہ چڑھنا مری ماں آتی ہے

ناگہاں آئی یہ آواز کہ امّاں صدقے   میرے ماں باپ فدا میں ترے قرباں صدقے
کون کون آج ہوا تجھ پہ مری جاں صدقے   پیر کتنے ہوئے کتنے ہوئے ناداں صدقے
قتل گہ کو ابھی جنّت سے جو میں آتی تھی
حور اک ننھے سے لاشے کو لیے جاتی تھی

دُور سے میں نے کھڑے ہو کے جو کی اُس پہ نظر   دودھ سے باچھیں لہو سے تھا تن اُس بچے کا تر
باہیں ننھی سی لٹکتی تھیں اِدھر اور اُدھر   رو کے شہؑ بولے وہ تھا آپ کا پوتا اصغرؑ
نخل اس باغ کے بے پھولے پھلے کٹتے ہیں
اَب تلک صبح سے پیاسوں کے گلے کٹتے ہیں

قافلہ لٹ گیا امّاں مرا لشکر نہ رہا   جدِّ امجد کی نشانی علی اکبرؑ نہ رہا
رہ گیا دردِ کمر ہائے برادر نہ رہا   اَب خبر آپ نے لی گھر کی کہ جب گھر نہ رہا
ایک میں ہوں سو مجھے ذبح کی مشتاقی ہے
بوسہ گاہِ نبویؐ کٹنے کو اَب باقی ہے

اَب دمِ ذبح یہ پورے مرے ارماں کرنا   گود میں لے کے خدا پر مجھے قرباں کرنا
میرے لاشے پہ نہ تم نالہ و افغاں کرنا   عرش کے نیچے نہ بالوں کو پریشاں کرنا
قلزمِ قہرِ خدا جوش میں گر آئے گا
اُمّتِ جد کا سفینہ ابھی بہہ جائے گا

گفتگو مادر و فرزند میں یہ ہوتی تھی آہ   روتی تھی فاطمہ مشتاقِ شہادت تھے شاہؑ
آستیں غصّے سے قاتل نے چڑھائی ناگاہ   تیغِ جلاد پہ کی شاہؑ نے حسرت سے نگاہ
شمر نے پوچھا کوئی عذر تمھیں اَب تو نہیں
بولے شہؑ دیکھ لے دروازے پہ زینبؑ تو نہیں

وہ پکارا نظر آتی نہیں دَر پر زینبؑ   پیٹتی پھرتی ہے خیمے میں کھلے سَر زینبؑ
گر سراچوں سے چلی آئے گی باہر زینبؑ   روک سکنے کی نہیں اب مرا خنجر زینبؑ

حلق دونوں کے میں بے خوف و خطر کاٹوں گا
ایک خنجر سے بہن بھائی کا سَر کاٹوں گا

آئی زہراؑ کی صدا شمر تو نابینا ہے   دَر پہ زینبؑ نہیں بالیں پہ مگر زہراؑ ہے
ارے بے رحم خطا میرے پسر کی کیا ہے   آستیں اُلٹی ہے کیوں تیغ کو کیوں کھینچا ہے

کیا اسے پالا تھا میں نے ترے خنجر کے لیے
میرے بچے کو نہ کر ذبح پیمبرؐ کے لیے

نہ خزانہ نہ اثاثہ نہ یہ زَر رکھتا ہے   سلطنت پر نہ ریاست پہ نظر رکھتا ہے
فوج بے جاں ہوئی اِک اپنا یہ سَر رکھتا ہے   یاں مسافر ہے نہ ہمسایہ نہ گھر رکھتا ہے

اِس کے بعد اہل و عیال اس کے کدھر جائیں گے
اِس کے مرنے سے بنی فاطمہؑ مر جائیں گے

یہ سُنا شمر نے اور حلق پہ خنجر رکھا   بڑھ کے زہراؑ نے گلا خشک گلے پُر رکھا
بوسہ شہ رگ پہ دیا زانو پہ پھر سَر رکھا   اور دامانِ کفن آنکھوں پہ رو کر رکھا

شاہِ بے کس جو تہِ زانوے قاتل تڑپے
یوں زمیں تڑپی کہ جس طرح سے بسمل تڑپے

دیکھ کر حلق پہ شبیرؑ کے خنجر زہراؑ   خاک پر لوٹ گئی کوکھ پکڑ کر زہراؑ
کبھی نالاں تھی سوئے قبرِ پیمبرؐ زہراؑ   کبھی کہتی تھی نجف کو یہ کھلے سَر زہراؑ

داد رَس کوئی نہیں دیر سے چلّاتی ہوں
یا علیؑ آؤ مدد کو میں لُٹی جاتی ہوں

کبھی مقتل کو یہ چلاتی تھی اکبرؑ اکبرؑ   دیکھو خنجر کے تلے پاؤں رگڑتا ہے پدر
استغاثہ یہ کبھی کرتی تھی سوئے لشکر   دیکھو اے لشکریو کٹتا ہے مہمان کا سر
دل کو تم لوگوں کے کس طرح سکوں ہوتا ہے
بے گنہ ہائے نبیؐ زادے کا خوں ہوتا ہے

کلمہ گویو مرے سیّد کو بچاؤ للّٰہ   اے مسلمانو کچھ انصاف پہ آؤ للّٰہ
کوفیو پانی ذبیح کو پلاؤ للّٰہ   رحم سیدانی کے فرزند پہ کھاؤ للّٰہ
خوں رواں زخموں سے ہے خاک پہ اُفتادہ ہے
اے مسلمانو تمھارا یہ نبیؐ زادہ ہے

مسندِ ختمِ رسلؐ خیمے سے لاؤ کوئی   خوں بھرے جسم کو مسند پہ لٹاؤ کوئی
ہاتھ دو بغلوں میں زخمی کو اُٹھاؤ کوئی   اِس کی خدمت کرے زینبؑ کو بلاؤ کوئی
خود امامؑ اور پیمبرؐ کا نواسا ہے یہ
پانی دو ساتویں تاریخ سے پیاسا ہے یہ

پہنچا خیمے میں جو یہ شورِ فغانِ زہراؑ   آئے دروازے پہ سب خُرد و کلانِ زہراؑ
جب نظر رن میں نہ آیا دلِ و جانِ زہراؑ   کہا زینبؑ نے کہ مٹتا ہے نشانِ زہراؑ
ماں کے رونے پہ اس دم مرا دل پھٹتا ہے
اے نبیؐ زادیو سیّد کا گلا کٹتا ہے

کہہ کے یہ بات ہراساں جو ہوئی زینبؑ زار   بے تامّل کیا کاندھے پہ سکینہؑ کو سوار
اور کہا تجھ پہ میں صدقے مرے ماں باپ نثار   دیکھ مقتل کی طرف پونچھ کے اشک اے دلدار
سجدہ کرتے ہیں کہ اُمت کو دعا کرتے ہیں
گر کے اب گھوڑے سے کیا شاہِ ہدا کرتے ہیں

دیکھا حیرت سے سکینہؑ نے جو سُوئے میداں　　پیٹ کر سَر کو کہا ہائے امامِ دوجہاں
بانو چلّائی: بتا خیر تو ہے اے ناداں　　رو کے چلّائی وہ مضطر کہ دُہائی امّاں

کاکلیں پکڑے سَرِ پاک لیے جاتا ہے
میرے بابا کو کوئی ذبح کیے جاتا ہے

ناگہاں رَن میں اُٹھا غُل وہ ہوئے قتل حسینؑ　　بے خطر لوٹ لو ملبوسِ امامِ کونین
خاک پر بیٹھ کے سیدانیاں کرنے لگیں بین　　منھ پہ بانو نے مَلی خاک بصد شیون و شین

ماتمِ شاہ جو بَرپا کیا باہم سب نے
پہلے بال اپنے پریشان کیے زینبؑ نے

یاں تو ماتم تھا اُس سمت کو تھی عیدِ ظفر　　بیٹھا تھا کُرسی زرّیں پہ تکبّر سے عُمر
گرد سردار تھے سب نذریں لیے ہاتھوں پر　　پر وہ کہتا تھا ابھی لوں گا نہ نذرِ لشکر

ٹھہرو ٹھہرو میں ذرا شمر کو خلعت دے لوں
نذر پہلے سرِ فرزندِ پیمبرؐ لے لوں

تھا یہ سامان کہ آیا وہاں شمرِ اکفر　　خنجر اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں شبیرؑ کا سَر
جھوم کر فخر سے کہتا تھا یہ وہ بد اختر　　ہے شجاعانِ عرب میں کوئی میرا ہمسر

میں نے فرزندِ یدُاللہ کے سَر کو کاٹا
جس کی شمشیر نے جبریلؑ کے پَر کو کاٹا

بادشاہِ ملک و جن و بشر کو مارا　　حاکمِ انجم و خورشید و قمر کو مارا
میں نے ہمشکلِ پیمبرؐ کے پدر کو مارا　　جس کو معراج ہوئی اس کے پسر کو مارا

سینہ شق کر کے میں زہراؑ کا جگر لایا ہوں
کاٹ کر پنجتنِ پاکؑ کا سر لایا ہوں

آفریں کہہ کے اُٹھا گریۂ زرّیں سے عُمر　　　اور لیا ہاتھ میں اپنے سرِ ابنِ حیدرؑ
سُر کی مظلومی و غربت پہ جو کی اس نے نظر　　　دیکھا رُخساروں پہ اشکوں کی روانی کا اثر
شمر سے پوچھا کہ سُر جبکہ قلم ہوتا تھا
علی اکبرؑ کی جوانی پہ یہ کیا روتا تھا

وہ پکارا کہ نہیں یہ تو ہے مجھکو معلوم　　　ذبح کے وقت یہ کہتے تھے امامِ مظلوم
ہائے بے پردگیٔ زینبؑ و اُمِ کلثومؑ　　　شاہؑ تو روتے تھے اور کاٹتا تھا میں حلقوم
میری جلدی سے نہ شہؑ ہوش میں رہنے پائے
دِل کی دل میں رہی کچھ اور نہ کہنے پائے

سن کے اِس ظلم کو بولا پسرِ سعد لعیں　　　سچ بتا رحم بھی آیا تجھے سیّدؑ پہ کہیں
عرض کی اُس نے ترحم مری خلقت میں نہیں　　　اور جو ہوتا بھی تو جائز تھا نہ بہرِ شہِؑ دیں
نہ حیا شاہؑ سے آئی نہ مروّت آئی
ایک رُوداد پہ لیکن مجھے رقت آئی

جب ہوا سینہ پہ اسوار نہ رحم آیا مجھے　　　حلق پہ رکھی جو تلوار نہ رحم آیا مجھے
تڑپے کیا کیا شہِ ابرار نہ رحم آیا مجھے　　　پانی پانی کہا دو بار نہ رحم آیا مجھے
پَر ہر اِک ضرب پہ چھاتی مری پھٹ جاتی تھی
کوئی بی بی مرے خنجر سے لپٹ جاتی تھی

قسمیں دے دے کے وہ کیا کیا مجھے سمجھایا کی　　　کوثر و خلد کا اقرار بھی فرمایا کی
ذبح کرتا رہا میں اور وہ چلّایا کی　　　کان میں ہائے حسینؑا کی صدا آیا کی
بولا وہ کون یہ غم خوارِ شہؑ والا تھی
دی صدا شاہؑ کے سر نے مری ماں زہراؑ تھی

تھا یہ مذکور کہ مقتل کی زمیں تھرّائی بھائی کی لاش پہ منھ ڈھانپے زینبؑ آئی
نوحہ کرتی تھی کہ ہے ہے مرے بے سر بھائی بس دیر اب نہیں مجھ کو ہوس گویائی
ہے یہ امید قوی، فاطمہؑ کے جانی سے
کہ نقاہت ہو بدل طاقتِ ایمانی سے

○

طغرا نویسِ کُن فیکوں ذوالجلال ہے — فرمانِ حق میں سلطنت بے زوال ہے
بندے سے ہو خدا کی ثنا یہ محال ہے — اس جا زبان طوطیٔ سدرہ کی لال ہے
عالم کو اپنے زور کا عالم دکھا دیا
ظلمت کو نور خاک کو آدم بنا دیا

خورشید کا غروب قمر کا طلوع ہے — آخر ہوئی جو شب تو سپیدا شروع ہے
ہر ایک سوئے قبلۂ طاعت رجوع ہے — ظاہر ہے ماہِ نو سے کہ صرفِ رکوع ہے
لطف و غضب سے چہرے سفید و سیاہ ہیں
وحدت پہ اُس کی شام و سحر دو گواہ ہیں

ابری ہے مشقِ خامۂ قدرت ہر اک سحاب — دھوتا ہے اُس کو خادمِ باراں بہ آب و تاب
ابری کے خشک کرنے پہ سرگرم آفتاب — ہر نقطہ مثلِ اخترِ تابندہ انتخاب
جاری جو نقش بندِ ازل نے قلم کیا
کیا خوب شش جہت کا مسدس رقم کیا

اے جلّ شانہ وہ غفور الرحیم ہے — ہم سب ہیں دردمند وہ کُل کا حکیم ہے
رحمان و مستعان و رؤف و حلیم ہے — اُس کے سوا بھلا کوئی ایسا کریم ہے
ایماں بھی دے مراد بھی دے عزّ و جاہ بھی
روزی بھی بخشے خُلد بھی بخشے گناہ بھی

ماہی کو آب ماہ کو بخشا ہے قرصِ ناں   تاروں کو نُقل شمس کو تنویرِ آسماں
نرگس کو آنکھ غنچہ کو گل سرو کو زباں   پتھر کو لعل کوہ کو بخشی شکوہ و شاں
قطرے کو دُر عطا کیا ذرّے کو زر دیا
کیا خشک وتر کو فیض سے آسودہ کر دیا

کیا کیا بیاں کروں میں عنایاتِ کبریا   پیدا پیمبروں کو پے رہبری کیا
ہم کو محمدؐ عربی سا نبیؐ دیا   بسم اللہ صحیفۂ فہرستِ انبیا
آگے جو انبیائے ذوی الاقتدار تھے
محبوب کردگار کے وہ پیشکار تھے

آفاق بہرہ ور ہوا حضرت کی ذات سے   آگاہ ذات نے کیا حق کی صفات سے
تصدیقِ حکمِ رب کی ہوئی بات بات سے   رفتار نے لگا دیا راہِ نجات سے
سیکھے طریقے قرب خدا کے حضورؐ سے
گمراہ آئے راہ پہ نزدیک و دور سے

سینوں سے سب کے دُور ہوا وریہ بے دلی   باقی رہی نہ پیروں میں سُستی و کاہلی
معراج ان کے ہاتھ سے اعجاز کو ملی   واں چاند ٹکڑے ہو گیا انگلی جو یاں ہلی
انگلی سے دو قمر کو کیا کس جلال سے
غُل تھا کہ قُفل چاند کا کھولا ہلال سے

سرتا قدم لطیف تھا پیکر مثالِ جاں   اس وجہ سے نہ سایہ بدن کا ہوا عیاں
قالب میں سایہ ہوتا ہے پر رُوح میں کہاں   سایہ انھیں کا ہے یہ زمینوں پہ آسماں
معراج میں جو واردِ چرخِ نہم ہوئے
سائے کی طرح راہ سے جبریل گم ہوئے

سایہ میں ڈھونڈتا تھا رسولؐ غیور کا سائے کے بدلے مل گیا مضمون نُور کا
قالب جو بن چکا ملک و جنؔ وحور کا تقسیم شیعوں میں ہوا سایہ حضورؐ کا

سائے سے ان کے شیعوں کے پرنور دل بنے
دل بن چکے تو دیدۂ حق بیں کے تل بنے

سایہ بدن کا پاسِ ادب سے جدا رہا محبوب سے ہمیشہ وصالِ خدا رہا
یہ عاشقِ خدا بھی خدا پر فدا رہا سائے سے اپنی دُور رسولؐ ہدیٰ رہا

دیکھو یہ باغِ نظم جو رغبت ہو سیر کی
پرچھائیں تک نہیں یہاں مضمونِ غیر کی

مصرف میں اک عَبا کو شب و روز لاتے تھے آدھی تو اوڑھتے تھے اور آدھی بچھاتے تھے
سائل کو اپنا قُوت خوشی سے کھلاتے تھے اُمت کے بھوکے رہنے کا خورنج کھاتے تھے

ناداروں کا قلق سے افاقہ پسند تھا
اپنا اور اپنی آل کا فاقہ پسند تھا

لوحِ جبیں پہ سنگ لگا بد دُعا نہ کی بیگانوں کے گِلے سے زباں آشنا نہ کی
اور عینِ عارضے میں نظر جز خدا نہ کی بخشی شفا مریضوں کو اپنی دوا نہ کی

شکرانہ عافیت پہ تحمّل بلا پہ تھا
ہر حال میں نبیؐ کو توکّل خدا پہ تھا

آدم ہے قبلہ اور ہے مسجود ہر مَلک کرسی ہے اُن کی منبر نہ زینۂ فلک
جاروب صحنِ خانہ ہے جبریلؑ کی پلک حوروں کی آنکھیں فرش ہیں عرشِ علا تلک

لطفِ خُدا کا مومنوں پر اختتام ہے
ایسا نبیؐ ہے اور علیؑ سا امام ہے

اہلِ عطا میں تاجِ سرِ ہل اتیٰ یہ ہیں　　　اغیار لاف زن ہیں شہِ لافتا یہ ہیں
خورشیدِ انورِ فلک اِنّما یہ ہیں　　　کافی ہے یہ شرف کہ شہِ قُل کفا یہ ہیں
ممتاز کو خلیل رسولانِ دیں میں ہیں
کاشف ہے لوکشف یہ زیادہ یقیں میں ہیں

باطاہر ایک مذہب دیرینہ کر دیا　　　سینوں سے غم دلوں سے جدا کینہ کر دیا
لبریز حُبِّ حق سے ہر اک سینہ کر دیا　　　آئین دین و شرع کا آئینہ کر دیا
روشن ہے یہ حدیث رسولؐ غیور سے
پیدا ہوئے ہم اور علیؑ ایک نُور سے

حق سے کیا علاحدہ باطل کو یک قلم　　　کعبے سے بت یقین سے شک عدل سے ستم
وحدت سے شرک خیر سے شر دیر سے حرم　　　عصیان سے توبہ کفر سے دیں بخل سے کرم
ثابت ہر ایک قطع سے توحید کو کیا
چن چن کے مشرکوں کو تہِ تیغ دو کیا

مولا علیؑ امام علیؑ مقتدا علیؑ　　　دستِ خدا علیؑ ہے زبانِ خدا علیؑ
ہم کیا ہیں انبیاؑ کا ہے مشکل کشا علیؑ　　　مشکل میں سب کے منہ سے نکلتا ہے یا علیؑ
ہر سمت بے عصا جوروِاں چرخِ پیر ہے
باعث یہ ہے کہ نامِ علیؑ دستگیر ہے

کعبے کو فخر اس شہِ گردوں نشیں سے ہے　　　ممتاز وہ ولادتِ سلطانِ دیں سے ہے
بیشک شرف مکان کا ذاتِ مکین سے ہے　　　کرسی کا پایہ اوج پہ عرشِ بریں سے ہے
پر حقِ خانہ زادیِ حق کیا ادا کیا
مسجد میں روزہ دار نے سر کو فدا کیا

تھا قابلِ ولادتِ حیدرؑ نہ کوئی گھر　　کعبہ کیا خلیل نے تعمیر سر بسر
پایا خدا کے ہاتھ کو راغب جو تیغ پر　　آئی زمیں پہ عرش سے شمشیرِ شعلہ ور
قابل خدا کے ہاتھ کے بس ذوالفقار ہے
تو قبۂ فلک سے چمک جس کی پار ہے

گیارہ امام کے ہیں پدر شاہِ ذوالفقار　　پر بارھواں امام ہے مہدیؑ نامدار
غیبت میں اُن کے فیض سے ایماں ہے برقرار　　بدلی میں آفتاب ہے اور دن ہے آشکار
یوں اہلِ حق نے ان کو امامِ ہدا کہا
بن دیکھے جس طرح سے خدا کو خدا کہا

خاصانِ ذوالجلال اور انبوہِ عام میں　　سیدانیاں مدینے کی بازارِ شام میں
سر ننگے اہلِ بیتؑ عزائے امامؑ میں　　اور اہلِ کوفہ شادیوں کے اہتمام میں
عاشور کا وہ دن ہے کہ سب خلق روتی ہے
کعبے میں ہائے آج تلک عید ہوتی ہے

بس اے دبیرؔ طول سخن کو نہ دے زیاد　　آباد لکھنؤ کو رکھے خالقِ عباد
والئ ملک حافظ جاں ہے بہ عدل وداد　　عالم ہیں وہ کہ حافظِ ایمان و اعتقاد
یا ربّ ظہورِ مہدیؑ ہادیؑ شتاب ہو
دیدار سے ہر ایک محبّ فیض یاب ہو

نمونۂ

کلامِ غیر منقوط

رباعی سلام مرثیہ

(۱)

واللہ کہ طالعِ رسا حُر کو ملا
سردارؑ امامؑ دوسرا حُر کو ملا
گھر حُر کا ہوا احمدؐ مرسل کا دل
حُور و اِرم و حُلّہ صِلا حُر کو ملا

واللہ: اللہ کی قسم/طالع رسا: خوش نصیبی/امامؑ دوسرا سے مراد امام حسینؑ ہیں/اِرم: جنت/حُلّہ: لباسِ جنت/صلا: انعام

(۲)

اعدا کو اُدھر حرام کا مال ملا
حُر کو اسدؑاللہ کا اِدھر لال ملا
واللہ کُلاہِ سرِ عالم ہوا حُر
حُلّہ ملا معصومہؑ کا رُومال ملا

اعدا: دشمن/اسداللہ: حضرت علیؑ کا لقب (اللہ کا شیر)/واللہ: اللہ کی قسم/کلاہ: ٹوپی/حُلّہ: جنتی لباس/معصومہؑ سے مراد حضرت فاطمہؑ ہیں

سلام

مسطور اگر کمال ہو سرِ و امامؑ کا
مصرع ہمارا سَرو ہو دارالسّلام کا

حاصل سِرِ عمر کو مرصّع کُلاہ واہ
وروا سِرِ علم سِرِ اطہرؑ امامؑ کا

اَسرارِ طالعِ عمر و حُر کا وا ہوا
داور کا وہ مُدد وہ ہراول امامؑ کا

وہ محرمِ حرم کہ ہو آرامِ وردِ گُل
ورد و علم ہو اُس کو دوا و طعام کا

مسطور حالِ موسمِ سرما ہو کس طرح
سرگرمِ آہ سرد رہا دل امامؑ کا

صلح و ورع عطا و کرم حلم و داد و عدل
واللہ ہر عمل ہوا اطہر امامؑ کا

اس طرح محوِ حمد رہا سرورِ اُمم
اعدا کو حوصلہ ہوا مدحِ امامؑ کا

وروا لہو امامِ اُمم کا حلال ہو
سہل اس طرح ہو مسئلہ ہر حرام کا

ہر سو وہ آمد آمدِ سرورِ دوسرا
اور ہمہمہ وہ اُدہم صرصر لگام کا

کہرام مُلک مُلک ہوا دھوم کوہ کوہ
سوکھا لہو دلِ اسد و گرگ و دام کا

ڈر کر اُدھر کو گم ہوا عمرِ عدو کا ماہ
طالع ہوا ہلال اِدھر کو حسام کا

محرومِ گور احمدِ مرسل کا لاڈلا
سردارِ دہر آہ ولد ہو حرام کا

آرامِ گور کا ہو اگر دل کو مدعا
ہر سال و ماہ سوگ رکھا کر امامؑ کا

دردا دلِ عمر کو ہو آرام اور سُرور
روحِ حرم کو درد ہو مرگِ امامؑ کا

ہر دم ملا حرم کو وہ درد و الم کہ آہ
روحِ رسولؐ کو ہوا صدمہ مدام کا

سرورؔ کا مدح کو ہوا ہر مصرعہ رسا
"سحرِ حلال" اسم رکھا اس کلام کا

لامعؔ ہو گر کمالِ عطارد سے رسا
مداح ہو گا کلکِ عطارد کلام کا

لغات:

مسطور: (ع) لکھا جائے	سرو: (ف) خوبصورت مخروطی درخت جس کو قد سے تشبیہ دیتے ہیں۔	
دارالسلام: (ع) بہشت	مرصّع: (ع) موتی جواہر جڑا ہوا	کلاہ: (ف) ٹوپی
دردا: (ف) افسوس	اطہر: (ع) بہت پاک	طالع: (ع) قسمت
وا: (ف) کھلنا	داور: (ف) خدا	ہراول: (ت) آگے کی فوج کا سردار
محرمِ حرم: (ع) حرم کا رازدار	الم: (ع) غم	طعام: (ع) غذا
آہِ سرد: ٹھنڈی ہوا کے ساتھ افسوس کرنا	ورع: (ع) پرہیزگاری	حلم: (ع) نرم دلی
داد: (ف) انصاف	سرورِ اُمم: (ع) امت کا سردار	امرِ حرام: (ع) حرام کا کام
دوسرا: (ف) دونوں عالم	ہمہمہ: (ع) گھوڑے کی آواز	ادہم: (ع) کالا گھوڑا
صرصر: (ع) آندھی	اسد: (ع) شیر	گرگ: (ف) بھیڑیا

مرثیہ

مہرِ علمِ سرورِ اکرم ہوا طالع

(اس ۶۹ بند کے مرثیہ سے صرف اٹھارہ بند پیش کیے گئے ہیں)

(۱)

مہرِ علمِ سرورِ اکرم ہوا طالع
ہر ماہِ مُرادِ دلِ عالم ہوا طالع
ہر گام علمدار کا ہمدم ہوا طالع
اور حاسدِ کم حوصلہ کا کم ہوا طالع

عکسِ علم و عالمِ معمور کا عالم
گہ ماہ کا گہ مہر کا گہ طور کا عالم

بعض نسخے میں مصرع دوم اس طرح ہے ''وہ مہر سو مہر محرم ہوا طالع'' مہر: سورج/سرورِ عالم: بخشنے والا سردار سے مراد امام حسینؑ ہیں۔ طالع: (ع) طلوع ہوا/سوا: (ع) علاوہ ماہ مراد: (ف) مراد کا چاند/گام: (ف) قدم/عکس: (ع) تصویر/عالمِ معمور: (ع) آباد جہان/گہ: کبھی

---

(۲)

عالم ہوا مدّاح علمدار و علم کا
وہ گُل اسد اللہ کا وہ ثمرِ ارم کا
محرم وہ حرم کا وہ گواہ اہلِ حرم کا
رہرو وہ عدم کا وہ عصا راہِ عدم کا

مصدر وہ علمدار کرم اور عطا کا
مطلع وہ علم طالعِ مسعود ہما کا

ثمرِ ارم: بہشت کا ثمر/طوبیٰ درخت جس کو قد سے تشبیہ دیتے ہیں/محرم: (ع) رازدار/راہِ عدم: (ف) آخرت کا راستہ مصدر: (ع) مطلع: (ع) افق/طالع: (ع) قسمت والا/مسعود: (ع) خوش نصیب/ہما: خیالی پرندہ اس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ جس کے سر پر بیٹھتا ہے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔

(۳)

مردم کو ملا سرمۂ گردِ سُم راہوار
رہوار ہماوار علمدار ملک وار
کُل محوِ علم اور علم محوِ علمدار
اللہ مددگار اسدؒاللہ مددگار

دل سرو اسد کا ہوا سُم گاؤ کا سر کا
ہمدرد ہوا درد دلِ و روح عمر کا

یہ بند''نادرات مرزا دبیر''میں دوبار شائع ہوا صرف ایک مصرع جداگانہ ہے

مردم: (ف) لوگ، سم: (ف) کھر، رہوار: (ف) گھوڑا سم گاؤ: (ف) گائے کی سم (قدیم خیال کے مطابق وہ گائے جس کے ایک سینگ پر زمیں رکھی ہوئی ہے)

(۴)

ہر گام دعا کو ملک و حور سرِ راہ
اللہ معک صل علا سلمک اللہ
ہمراہ رسولؐ دوسرا اور اسدؒاللہ
اور ورد کہہ و مہ کا اِدھر آہ اُدھر واہ

ہر سو ہوا کہرام کہ سرگرمِ دعا ہو
اور روحِ گروہِ عمرِ سعد ہُوا ہو

گام: قدم، اللہ معک: اللہ تیرے ساتھ ہے، صل علا: درود بھیجا، سلمک اللہ: (ع) اللہ تمھیں سلامتی دے، ورد: (ع) بار بار پڑھنا، مہ: (ف) چاند، سرگرم ہونا (محاورہ) مصروف ہونا، ہوا ہونا (محاورہ): بھاگ گیا

(۵)

اُس دم ہوا سرگرمِ صدا طالعِ مولا
او مرگ ادھر آ عمرِ سعد کا سر لا
اور عہد علم کر علمِ سرورِ والا
اور دور گرا ہر علمِ طالعِ اعدا

او مہر دکھا کور مہِ عُمرِ عُمر کو
او گردِ عدم روک رہِ عُمرِ عُمر کو

سرگرم صدا: (ف) آواز دینا / او: اے / عہد: (ع) زمانے / علم کرنا: بلند کرنا / طالع اعدا (ع) دشمنوں کی قسمتیں / مہ عمر: عمر کے مہینے / عدم: مرنے کے بعد جانے کی جگہ / رہ عمر کو روکنا: موت آنا۔

---

(۶)

او مہر سوا سال و مہِ عُمر حرم کر
لا مہ و سالِ عُمرِ سعد کو کم کر
اور ماہِ سرِ لالِ ولا مہر و کرم کر
اور گم سرِ ہر حاسدِ سروارِ اُمم کر

او کلکِ عطارد سوئے مولا ہو کمک کر
ہر اسم گروہِ عمرِ سعد کا حک کر

مہر: (ف) سورج / سوا: (ع) سوائے / سال و مہ: (ف) سال اور مہینے / لا: (ع) لیکن / ماہ: چاند / مہر و کرم: (ف) محبت اور بخشش
کلک: (ف): قلم / عطارد: دبیر تخلص ۔ حک: کھرچنا

---

(۷)

رہوار کو ہر لطمہ ہُوا کا ہُوا کوڑا
اُڑ کر ہُوا طاؤس علمدار کا گھوڑا
اور ساعدِ صرصر کو دم کاوہ مروڑا
اس طور مڑا گرم کہ رُو مہر کا موڑا

سو گام اُڑا ادہم صرصر کو گھرک کر
رہوار ہُوا گردِ ہُوا دور سرک کر

رہوار (ف) گھوڑا / لطمہ (ع) طمانچہ / طاؤس: (ع) مور / ساعد: (ع) کلائی / صرصر: (ع) آندھی / دم کاوہ: گھوڑے کو اس طرح چکر دینا کہ اس کے قدموں کے نشان سے زمین پر ایک دائرہ بن جائے / مروڑا: پیچ و تاب / ادہم: (ع) کالا گھوڑا / گھرک: ڈانٹنا

(۸)

عکسِ دمِ رہوار ہرِ راہ ہوا دام
ہر دام و دو و گرگ و اسد اُس کا ہوا رام
لِلّٰہ دلِ اعدا کو ملا درد ہر اک گام
رم کردۂ صحرا ہوا ہر آہوے آرام

ہر سُو ر گرا اور کہا مرگ ہو حاصل
دِل گردہ وہ کس کا کہ ہو اس صدمہ کا حامل

دام: (ف) فریب، دھوکا / ہر دام و دو: (ف) چرند و درند / گرگ: (ف) بھیڑیا / اسد: (ع) شیر / لِلّٰہ: (ع) لیکن / رم کردہ: (ف) وحشت زدہ / آہو: (ف) ہرن / ہر سو: (ف) چاروں طرف / دل گردہ ہونا (محاورہ): ہمت ہونا

(۹)

لو سامعو الحال سلام اور دعا ہو
دل محوِ علمدارِ رسولؐ دوسرا ہو
اور صلِّ علا صلِّ علا صلِّ علا ہو
مدّاحِ علمدار کا ادراک سوا ہو

واللہ اگر مدحِ علمدار ادا ہو
مدّاح کا حور و ارم وخلعہ صلہ ہو

سامعو الحال: (ع) موجودہ سننے والو/محو: (ع) عاشق یا فریفتہ ہونا/صلِّ علیٰ: درود بھیجنا/ادراک: (ع) پانا، دریافت کرنا/سطور: (ع) لکھا جائے روداد: (ف) کیفیت/ملول: (ع) اداس/خلعہ: (ع) بہشتی لباس/صلہ: (ع) انعام

(۱۰)

وہ مطلعِ اسرار کمالِ اسداللہ
آرام و سرورِ دلِ آلِ اسداللہ
ممدوحِ مہ و مہر ہلالِ اسداللہ
واللہ ملال اس کا ملالِ اسداللہ [1]

محکوم وہ اللہ کا حاکم وہ ارم کا
حامل وہ علم کا وہ مددگار حرم کا

[1] متبادل مصرع یوں ہے = ع: دل سرد مگر گرمِ وصالِ اسداللہ

مطلعِ اسرار: (ع) رازوں کا چہرہ/کمال اسد اللہ سے مراد یہاں حضرت عباسؑ ہیں/ممدوح: (ع) جس کی تعریف کی جائے/مہ، مہر: (ف) چاند اور سورج ہلال: (ع) نیا چاند/ملال: (ع) غم/محکوم: (ع) تابع/وصال (ع) ملاقات

(۱۱)

وہ اصلِ طلسمِ حکما سحرِ ارسطو [1]
ذُلذُلِ عمل و حورِ کمال اور ملک رو
سرِ کوہ و کمرِ لالہ و دُمِ سرو و شُمِ آہو
اور دامِ ہما طرّۂ رہوار کا ہر مو

محکوم وہ اسوار کا حاکم وہ ہما کا
رہوار علمدارؑ کا اسوار ہوا کا

[1] ''نادراتِ مرزا دبیرؔ'' میں یہ مصرع یوں ہے: اسم اس کا طلسمِ حکما سحرِ ارسطو

طلسم: (ع) جادو/ حکما: (ع) فلاسفر/ سحر: (ع) جادو/ ذلذل: (ع) ذوالجناح/ دامِ ہما: ہما کا جال/ محکوم: (ع) مطیع/ اسوار: (ف) سواری پر بیٹھنے والا۔

(۱۲)

ہر گاہ ہوا معرکہ آرا وہ علمدارؑ
اس طرح کہا او عمرِ حاسد و مکار
ہو کر کلمہ گو ہوا ملحد کا ہم اطوار
وردِ دلِ احمدؐ کا ہوا آہ روا دار

ہمدم کو ہراول کو مددگار کو مارا
داماد [1] امامؑ ملک اطوار کو مارا

[1] ''بدرِ کامل'' میں یوں ہے: اولادِ امامِ ملک اطوار کو مارا

گاہ: (ف) وقت/ معرکہ آرا: (ف) لڑنا/ ملحد: (ع) بے دین/ ہم اطوار: جیسا/ روا دار: جائز رکھنا/ ہراول: (ت) آگے کی فوج کا سردار

(۱۳)

وہ سُم وہ عُسل اور وہ ہول اور دلاسا
وہ سحر وہ اَسرار لِہ دوسرا کا
وہ مرگ وہ غم اور وہ درد اور وہ مداوا
وہ دار وہ سرو اور وہ کاہ اور وہ لالا

وہ ہالۂ حرص اور وہ مہِ کاملِ احمدؔ
وہ شکرِ حرام اور وہ سُرورِ دلِ احمدؔ

سُم: زہر/ عُسل: شہد/ ہول: خوف/ اسرار: راز/ دوسرا: (ف) دوجہاں/ مداوا: (ع) علاج/ دار: (ف) پھانسی کی لکڑی/ سرو: (ف) مخروطی درخت/ کاہ: (ف) گھاس/ لالا: (ف) سرخ پھول/ ہالہ حرص: حرص کا دائرہ/ سکر: نشہ/ سرور: خوشی

---

(۱۴)

محرومِ طعام آہ محمدؔ کا وَلد ہو
آوارۂ صحرا اسدؔاللہ کا اسد ہو
محصورِ الم مالکِ سرکارِ اَحد ہو
اور کودکِ معصومؔ کا گہوارہ لحد ہو

عالم کا رہا کام رَوا ماہِ محرم
سروؔر کو مہِ صوم ہوا ماہِ محرم

ولد: (ع) بیٹا/ اسد: (ع) شیر/ محصور: (ع) گھرا ہوا/ الم: (ع) غم/ کودک: (ف) چھوٹا لڑکا، بچہ/ روا: (ف) جائز/ مہ صوم: (ع) روزوں کا مہینا

(۱۵)

ہر گاہ ارادہ ہوا اَسوار کا گھر کو
رہوار اُڑا اُس کا وہاں کر کے کدھر کو
صمصام کا اک وار ملا کاسۂ سر کو
آدھا وہ اِدھر کو گرا آدھا وہ اُدھر کو

دل سہما لہو ہم کر اسوار کا سوکھا
لوہا رہا صمصامِ علمدار کا روکھا

ہرگاہ: (ف) ہر وقت / رہوار: (ف) گھوڑا / صمصام: (ع) تیز تلوار / کاسۂ سر: کھوپڑی / سہما: ڈرا / سوکھا: خشک

(۱۶)

صمصامِ علمدار کے احکام عُمر کو
اُو کور دِرِ گور کھُلا کھول کمر کو
رہوار کا اعلام اِدھر اور اُدھر کو
عادل کا ہوا دور ڈرو دُور ہو سرکو

صمصام کا محصول ہر معرکہ سَر دو
سَر دو دمِ صمصام کو اور اسلحہ دھر دو

صمصام: تیز تلوار / کور: اندھے / در گور: (ف) قبر کا دروازہ / رہوار: (ف) گھوڑا / اعلام: (ع) خبر دینا / محصول: (ع) ٹیکس / اسلحہ: (ع) ہتھیار / دھر دو: (ھ) زمین پر ہتھیار ڈال دو

(۱۷)

دلدار کو مڑ کر کہا آگاہ ہو آگاہ
دردا کہ علمِ احمدِؐ مرسل کا گرا آہ
دلدار رکھو سوگ علمدارؑ کا لِلّٰہ
ساحل کا ارادہ کرو اور ہم کو لو ہمراہ

سردار کا سر کھول دو عمامہ گرا دو
اور مردہ علمدارؑ دلاور کا دکھا دو

دلدار سے مراد حضرت علی اکبرؑ ہیں/ آگاہ: (ف) باخبر/ دردا: (ف) افسوس

(۱۸)

ہمراہِ امامِ اُمم اُس دم ہوا دلدار
اور رہروِ ساحل ہوا وہ گُل کا مددگار
سو درد اور اِک روحِ امامِ ملک اطوار
اور درد علمدارؑ علمدارؑ علمدارؑ

ہر گام صدا آہ مددگار کدھر ہو
آ کہ کرو لِلّٰہ! علمدارؑ کدھر ہو

امامِ اُمم: (ع) امتوں کے امام امت سے مراد امام حسینؑ ہیں/ ملک اطوار: فرشتہ صفت